بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ
The Daily ALFAZL RABWAH

خطبہ نمبر ۱۷
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۶۰/۲۵	۱۷ ربیع الاوّل ۱۳۹۱ھ، ۱۲ ہجرت ۱۳۵۰ہش، ۱۲ مئی ۱۹۷۱ء	نمبر ۱۰۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۱ ہجرت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مورخہ ۱۰ ہجرت کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:۔
"آج حضور ایدہ اللہ کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی الحمد للہ"
احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۱ ہجرت۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے البتہ کمزوری کی شکایت ہے۔
احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

میرے ایک عزیز دوست مرزا عبداللطیف صاحب ٹیچر کنٹونمنٹ پبلک سکول ایبٹ آباد بیمار ہیں احباب ان کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں
(عبدالرحمٰن نیازی۔ البشریٰ ربوہ)

میرے لڑکے عزیزم محمد یوسف صاحب بقاپوری کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جو ان کا دوسرا بچہ ہے نومولود حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ عنہ کا پڑپوتا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی صالح عمر عطا فرمائے اور اسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔
(محمد اسماعیل بقاپوری۔ کراچی)

لاہور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب کی صاحبزادی (اہلیہ اطہر ظہور بٹ صاحب) اچانک فالج کا حملہ ہونے کی وجہ سے سخت بیمار ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین
(قاضی لئیق احمد)

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے مورخہ ۲۳ اپریل ۷۱ء بروز جمعہ احمدیہ ہال کراچی میں عاجزہ کی نواسی عزیزہ قمر جہاں بنت میجر شمیم احمد صاحب کا نکاح عزیزم مرزا نعیم الحق ولد مکرم مرزا ظہور الحق صاحب (راولپنڈی) کے ساتھ دس ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے دین و دنیا میں خیر و برکت کا موجب بنائے۔
خاکسار عبدالحمید۔ عزیز آباد۔ کراچی)

لجنہ اماء اللہ ربوہ کا جلسہ سیرۃ النبیؐ

(حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ مدظلہا صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ)
لجنہ اماء اللہ ربوہ کا جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مورخہ ۱۲ ہجرت (۱۲ مئی) بروز بدھ ساڑھے چار بجے بعد دوپہر لجنہ اماء اللہ کے ہال میں انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ ربوہ کی تمام خواتین سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں تشریف لائیں اور تقاریر سے مستفیض ہوں۔

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے وہ محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم پر ظاہر ہوا

آپ کو ایسی خوشبو سے معطّر کیا گیا جو تمام مستعد طبیعتوں کا احاطہ کرنے والی ہے

"ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے اس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خُدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے ...... ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو ادا کر سکیں کہ وہ خدا ہے جو دوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں در نہاں ہے وہ ذوالجلال خدا محض اس نبی کریمؐ کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہو گیا۔"
(چشمۂ معرفت)

"وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ صلّے اللہ علیہ وسلم ہیں۔"
(آئینہ کمالات اسلام)

"ہمارا نبی وہ نبی کریم ہے جو ایسی خوشبو سے معطر کیا گیا ہے جو تمام مستعد طبیعتوں تک پہنچنے والی اور اپنی برکات کے ساتھ ان پر احاطہ کرنے والی ہے اور وہ نبی خدا کے نور سے بنایا گیا اور ہمارے پاس گمراہیوں کے پھیلنے کے وقت آیا اور اپنا خوبصورت چہرہ ہم پر ظاہر کیا۔ اور ہمیں فیض پہنچانے کے لئے اپنی خوشبو کو پھیلایا اور اس نے باطل پر دھاوا کیا اور اپنے تاراج سے اس کو غارت کر دیا اور اپنی سچائی میں اجلی بدیہیات کی طرح نمودار ہوا۔"
(نجم الہدیٰ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ۲۸ویں سالانہ اجتماع کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب

ہر نفس کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے دائرہ استعداد میں اپنی قوتوں کو کمال تک پہنچائے

جذبۂ خدمت بھی خدا تعالیٰ کی ایک عطا کردہ قوّت ہے جسے اس کے کمال تک پہنچانا ہر خادم کا حق ہے

اِس حق کو پوری طرح حاصل کرنے کیلئے ایک سچّے اور حقیقی خادم کا بارہ اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے

فرمودہ ۱۶ ماہ اخاء ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء بمقام ربوہ

(مرتبہ:۔ مکرم یوسف سلیم صاحب ایم۔اے)

مورخہ ۱۶ اخاء ۱۳۴۹ ہش (۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء) بوقت سوا تین بجے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے حضور نے جو روح پرور تقریر فرمائی تھی اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہمارے محبوب آقا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہر نسل کو بڑا پیار دیا ہے۔ اِس وقت میں آپ کے پیار اور محبّت کا ایک جلوہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپؐ نے مجھے اور آپ میں سے ہر ایک کو مخاطب کر کے فرمایا

"وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم الدھر)

کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ انسان خود ہی اپنے حقوق قائم کر کے ان کے مطالبات شروع کر دے۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآنی تفسیر کے ذریعہ ہر فردِ واحد کے جو حقوق مقرر کئے ہیں، ہر فردِ واحد اور ہر نفس کو ان حقوق کا خیال رکھنا چاہیئے، ان کا علم حاصل کرنا چاہیئے اور ان کے لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر ہر نفس کا جو حق مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے اسی ربّ کریم نے ہر نفس کو جو طاقتیں اور قوتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں ان قوتوں اور طاقتوں اور استعدادوں کو ان کی نشوونما کے کمال تک پہنچایا جائے۔

ہر نفس کا یہ حق ہے

کہ وہ اپنے دائرہ استعداد میں اپنی قوتوں کو کمال تک پہنچائے اور اپنے دائرہ استعداد میں وہ اللہ تعالیٰ کا ایک کامل اور مکمل فرد بن جائے، اس کا حقیقی بندہ بن جائے۔ یہ بہت بڑا احسان ہے۔ احسان اس لئے بھی کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کوئی حق نہیں یعنی ایثار اور قربانی کی روح کو اور اس کے مطالبہ کو غلط معنے پہنا کر وہ خود کو اپنے بہت سے حقوق سے محروم کر لیتے ہیں۔ اور یہ احسان ہے ہم پر اس معنے میں بھی کہ ہمیں منع کیا اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حق تمہیں دیئے ہیں ان کے باہر جا کر ان چیزوں کا مطالبہ نہ کرنا جن پر تمہارا حق نہیں ہے۔

یہ مضمون اپنے نفس میں بہت لمبا ہے اگر میں حقوق (یا حقوقِ نفس کہنا چاہیئے وہ) گنوانے لگوں تو بڑا وقت لگے، شاید کئی دن لگ جائیں۔ میں اُن حقوق میں سے صرف ایک حق کو اس وقت لینا چاہتا ہوں اور اس کے مطابق آپ کو بعض باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ آپ کا یہ حق ہے کہ

آپ پکّے اور سچّے اور حقیقی خادم بنیں

کیونکہ خادم بننا بھی انسان میں ایک قوّت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے۔ پس اس قوّت کو یعنی خادم بننے کی قوّت اور استعداد کو اس کے کمال تک پہنچانا چاہیئے۔ اس کی نشوونما ادھوری نہ رہ جائے بلکہ جس حد تک کوئی فرد یا نفس اپنے خادم بننے کی طاقت کو زیادہ سے زیادہ نشوونما دے کر انتہائی رفعت تک پہنچا سکتا ہے وہاں تک اس کی خدمت کا جذبہ پہنچنا چاہیئے۔

اس حق کو پوری طرح حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مقام پر بارہ باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ میں پہلے وہ حوالہ پڑھ دیتا ہوں پھر مختصراً ان بارہ باتوں کے متعلق آپ سے کچھ کہوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو اپنی زندگی کے ایک دَور میں حکومت کے بعض افسروں اور ذمہ دار آدمیوں کو بڑے قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اور آپ نے یہ سوچا کہ حکومت اور اس کے افسر قوم کے خادم ہوتے ہیں۔ اور آپ نے یہ سمجھنے کی کوشش کی اور اس کے متعلق علم حاصل کیا اور اس کا مشاہدہ کیا اور یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ حکومت کے افسروں وغیرہ میں ایک خادم کی خُوبیاں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ چنانچہ آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ الاّ ماشاء اللہ چند اچھّے آدمی بھی ہیں وہ قوم کے خادم ہیں ۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے بھی ہیں، ان کے اندر خدمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے لیکن وہ استثنا ہیں قاعدہ کلیتہً نہیں ہیں۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اپنے مشاہدہ کو اس رنگ میں بیان کیا کہ ان کے اندر یہ یہ باتیں پائی جانی چاہئیں ورنہ وہ خادم نہیں بن سکتے اور میں یہ باتیں ان میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو آپ کے اس ارشاد سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے خادم بچوں کو ان کے اس حق کی طرف توجہ دلاؤں کو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک خدمت کی قوت بھی دی ہے۔ انسان کے اندر خدمت کرنے کا ایک جذبہ ہوتا ہے یعنی وہ چاہتا ہے کہ میں دوسروں کا خادم بنوں۔ دوسروں کی مدد کرنے والا، ان کی تکالیف کو دور کرنے والا اور ان کی راحت کے سامان پیدا کرنے والا بنوں۔ یہ جو انسان کی فطرت کا تقاضا ہے اس کی پوری نشوونما کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں

اس مختصر سے اقتباس میں

ان کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :-

"میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ، حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردیٔ مخلوق اور پاک باطنی اور اکلِ حلال اور صدقِ مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ)

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بارہ باتوں کا ذکر

فرمایا ہے جو ایک خادم میں پائی جانی چاہئیں۔ لیکن آپؑ نے دیکھا کہ جو لوگ حکومت کی ملازمت میں ہیں جنہیں قوم کا خادم بننا چاہیئے اُن میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں الا ماشاء اللہ۔ یہ بارہ صفات یہ ہیں :-

(۱) اخلاق فاضلہ - (۲) حلم، (۳) کرم، (۴) عفت (۵) تواضع (۶) انکسار (۷) خاکساری (۸) ہمدردیٔ مخلوق (۹) پاک باطنی (۱۰) اکلِ حلال (۱۱) صدقِ مقال اور (۱۲) پرہیزگاری کی صفت۔

ویسے اگر دیکھا جائے تو انسان کی تمام قوتیں اگر اعتدال پر ہوں یا اعتدال پہ آجائیں یا اعتدال پر لائی جائیں تو انسان کی جسمانی طاقت اور فطرتی قوت خلق بن جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر پہ بڑی روشنی ڈالی ہے۔ ہم خوش خُلقی کو بھی بالعموم اخلاق کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں بعض طبائع میں چڑچڑا پن ہوتا ہے۔ بات کرتے ہیں تو چہرے پر بل پڑ جاتے ہیں۔ ہشاش بشاش اور ہنس مُکھ چہرے سے نہ وہ دوسروں سے ملتے ہیں نہ بات کرتے ہیں لیکن ایک خادم کو ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہنے کو تو یہ چھوٹی سی بات ہے لیکن اس کا اثر بڑا وسیع ہے۔

اب میں نے افریقہ کا دورہ کیا

ایک ایک وقت میں پانچ پانچ، چھ چھ ہزار احمدیوں سے میں نے ملاقات کی، ان سے مصافحے کئے، ان سے باتیں کیں۔ سیرالیون کے ایک افریقن دوست جو اس ملک کے احمدیوں کے پریذیڈنٹ ہیں اور جن کا نام چیف گومانگا ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھ سے (یعنی گومانگا سے) بیسیوں احمدیوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ ہم حیران ہیں کہ حضرت صاحب ہر شخص سے مُسکرا کر ملتے ہیں، حالانکہ مسکرانے پر نہ میرا وقت خرچ ہُوا نہ پیسے خرچ ہوئے لیکن اس مسکراہٹ نے اپنا اثر کیا۔ ویسے تو یہ ایک ہنگامی زندگی تھی۔ اگرچہ جماعت احمدیہ قریباً اسی اکاسی سال سے قائم ہے اور افریقہ میں ہم قریباً پچاس سال سے کام کر رہے ہیں مگر جماعت کی تاریخ میں پہلی دفعہ اور ان کی زندگیوں میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ

مہدی معہود کا ایک خلیفہ

وہاں جاتا اور اللہ تعالیٰ انہیں یہ موقع عطا کرتا کہ وہ اس سے ملیں، اس کی باتوں کو سُنیں، اس سے باتیں کریں، اسے اپنے دُکھ درد سُنائیں۔ اس کی نصیحتیں سُنیں، اس سے برکت حاصل کریں۔ میں تو ایک عاجز انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا ہے کہ میں تیرے ماننے والوں کے ملس میں بھی برکت دونگا اس واسطے بھی اللہ تعالیٰ کا یہ احسان جتا رہا ہوں کوئی فخر نہیں کر رہا۔ بہرحال وہ بھی خوش تھے اور میں بھی بڑا خوش تھا۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب میں اس قسم کی لمبی ملاقاتوں کے بعد اپنے کمرے میں واپس آتا تھا تو میرے جبڑے مسکرا مسکرا کر دُکھ رہے ہوتے تھے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر میں مُسکرا کر اُن سے بات نہ کرتا، تو ان کی روحانی طور پر سیری نہیں ہونی تھی وہ بھی روحانی محبت سے بھرے ہوتے تھے اور میرا دل بھی روحانی محبت سے بھرا ہُوا تھا۔

وہاں کے دوستوں کے متعلق

میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ مجھے شرم آجاتی تھی میں تو سر جُھکا لیتا تھا کہ مصافحہ کیا ہے کوئی بات نہیں کرنی مگر ہاتھ نہیں چھوڑ رہے اور میرا منہ دیکھے چلے جا رہے ہیں چنانچہ کئی دفعہ پیچھے جو آدمی کھڑا ہے وہ پیچھے سے اگلے آدمی کو جھنجھوڑتا تھا کہ میں بے چین ہو رہا ہوں چلو آگے۔ مگر وہ اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اس قسم کی محبّت کے اظہار میں ہی مگن رہتے تھے۔ ایسی روحانی محبّت ان کو ملنی چاہیئے تھی اور میں نے کوشش کی کہ یہ محبت ان کو ملے۔ یہاں تک کہ ایک موقع پہ ایک آدمی میرا ہاتھ پکڑ لیتا تھا اور وہ چھوڑتا ہی نہیں تھا۔ دوسرا آدمی جو اس کے پیچھے ہوتا تھا وہ آگے آکر اپنے ایک ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑتا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیکر چھڑواتا تھا اور پھر وہ خود میرا ہاتھ پکڑ لیتا تھا اور دوسرے کو موقع نہیں دیتا تھا۔

غرض میں بتا یہ رہا ہوں کہ

خوش اخلاقی کا بڑا اثر ہوتا ہے

اور یہ ایک ایسا خُلق ہے جس کا بغیر کچھ خرچ کئے اثر ہوتا ہے۔ اس میں وقت کا بھی کوئی خرچ نہیں مال کا بھی کوئی خرچ نہیں لیکن اس طرح آپ دوسرے کو خوشی پہنچاتے ہیں، اس کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور وہ بھی ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ایک دن میں نے اُن سے کہا کہ آج میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ پیار کا جواب ہمیشہ پیار میں ملتا ہے۔ یہ میرے دورے کے آغاز میں نائیجیریا کی بات ہے۔ ایک دن میں میں نے بلا مبالغہ ان لوگوں سے پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک مسکراہٹیں وصول کی ہیں۔ جن میں مشرک بھی تھے، عیسائی بھی تھے، بدمذہب بھی تھے، اور غیر احمدی مسلمان بھی تھے! احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو عام طور پر جلسوں میں ہوتے تھے سڑکوں کے اوپر تو وہ نہیں ملتے تھے اور میں ان کو مسکرا کر سلام کرتا تھا اور ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ اور خوشی کی لہر دوڑ جاتی تھی۔

ان کی یہ عادت ہے کہ ایک چیخ مارتے تھے اور اس پر کارخانے کے سارے مزدور چھلانگیں لگا کر باہر نکل آتے تھے۔ جب میری کار نظر آتی تھی تو کوئی آدمی چیخ مارتا تھا جیسے کار نظر آجائے تو سارے مزدور کام چھوڑ کر سڑک پر آ جمع ہوتے تھے صرف مسکراہٹ کے ساتھ سلام وصول کرنے کے لئے۔ افریقی بچے کو جب میں نے پہلی بار اٹھایا اور پیار کیا تو صرف ان کے چہروں پر میں نے خوشی نہیں دیکھی بلکہ میرے کانوں نے بھی ان کی خوشی کی آواز سنی یعنی ہوا کے اندر اس قسم کی خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی کہ میرے کانوں نے اُسے سُنا۔

وہ لوگ پیار کے بہت بھوکے ہیں

اور یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ایسی کوئی مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی جو ان سے پیار کر سکے۔ اور یہ ان کے لئے بڑے تعجب کی بات تھی کہ ایک شخص غیر ملک سے آیا ہے اور اس کا صرف یہ دعویٰ اور اعلان ہی نہیں کہ میں پیار اور محبت کا اسلامی پیغام تمہارے پاس لے کر آیا ہوں بلکہ وہ اپنے عمل سے بھی ثابت کر رہا ہے، بچوں سے پیار کرتا ہے، بڑوں سے معانقہ کرتا ہے اور پھر عورتوں کو بھی بھولا نہیں اور یہ اس لئے کہ منصورہ بیگم میرے ساتھ تھیں میں تو عورتوں سے مصافحہ نہیں کر سکتا تھا لیکن اگر یہ میرے ساتھ نہ ہوتیں اور میرے کام میں میرے ساتھ اتنا تعاون نہ کرتیں تو وہاں کی مستورات کی روحانی طور پہ سیری نہ ہوتی۔ انہوں نے بھی ایک دفعہ ایک وقت میں چھ ہزار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ مصافحے کئے ہیں۔ اُن کی مستورات کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اس طرح روحانی مسرت اور روحانی سیری کا سامان پیدا کر دیا۔

پس بظاہر یہ چھوٹی سی چیز ہے لیکن اپنے اثر کے لحاظ سے چھوٹی نہیں ہے۔ اس لئے

ہر احمدی کے چہرے پر بشاشت ہونی چاہیئے

اور خوشی ہونی چاہیئے۔ اور خوش ہونے کا حق دراصل ہمیں ہی حاصل ہے اور کسی کا خوش ہونے کا حق نہیں ہے۔ یہ خوش ہونے کا حق احمدی کا ہے۔ پس اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑتی رہنی چاہیئے۔ بہت سے آدمی مجھ سے آکر ملتے ہیں۔ میں انہیں سمجھایا کرتا ہوں کہ دیکھو اسّی اکاسی سال کی گالیوں اور مخالفتوں نے ہمارے چہرے سے مسکراہٹ نہیں چھینی۔ ہم ہمیشہ مسکراتے رہے ہیں اور انشاءاللہ مسکراتے رہیں گے۔

غرض اچھے اخلاق ہونے چاہئیں اس معنے میں کہ جب تم دوسرے سے ملو یا اس سے بات کرو تو زبان کی تیزی نہ دکھاؤ۔

تمہارے چہرے پر ہر حال میں مسکراہٹ ہو

تو یہ بات دوسرے پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں ابھی پرسوں بدھ کے روز ایک صاحب سے ملنے گیا تھا ان کے سیکرٹری نے ہمارے سیکرٹری سے کہا کہ میں نے تو ایسا چہرہ ساری عمر میں کبھی نہیں دیکھا کیونکہ چہرے پر بشاشت تھی اور ملتے ہوئے اُسے پتہ تھا کہ میرے اندر سے ہمدردی پھُوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی ہے۔ اس کے علاقے کے متعلق میں نے باتیں کیں تو وہ حیران ہو گیا کہ اچھا ہمارے علاقے کے متعلق دُنیا میں اس نہج سے بھی سوچنے والے ہیں

پس ہر خادم کا یہ حق ہے کہ خادم بننے کے لئے اور جذبۂ خدمت کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ ان کا استعمال کرے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بارہ گُر یا بارہ طریقے

بتائے ہیں جن کے ذریعہ ایک خادم اپنے حق کو لے سکتا ہے یعنی اس کے اندر جو قوت ہے خدمت کی اور جذبہ ہے خدمت کا، اس کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے لئے ان طریقوں کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اس کا حق ہے، یہ اُسے ملنا چاہیئے ورنہ وہ آدھا رہ جائے گا۔ اگر وہ اپنے دائرۂ استعداد میں مثال کے طور پر آسمان کی طرف دس منزلیں چڑھ سکتا تھا تو وہ پانچ منزلیں چڑھے گا اس کا آدھا حق مارا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے آسمان کی طرف دس منزلیں چڑھنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ پس آپ سوچا کریں اور اس بات کی مشق کیا کریں کہ جس سے بھی آپ بات کریں تیوڑی چڑھا کر نہ بولیں۔ اگر آپ کو کوئی گالی دے تو اس سے بھی آپ ہنس کر بات کریں۔ یہاں بھی اس وقت کالجوں میں پڑھنے والے بہت سے/سارے طالب علم آئے ہوئے ہیں۔ میں جن دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا کرتا تھا۔ ان دنوں کا مجھے اپنا ایک واقعہ یاد آگیا۔ کالج میں چھٹی تھی۔ میں قادیان جا رہا تھا۔ ایک تیز قسم کا مخالف بھی گاڑی کے اسی ڈبے میں بیٹھ گیا۔ لاہور سے امرتسر تک وہ میرے ساتھ بڑی سخت بدزبانی کرتا رہا اور میں مسکرا کر اُسے جواب دیتا رہا۔ جس وقت وہ امرتسر میں اُترا تو اس مسکراہٹ اور خوش خلقی کا اس پر یہ اثر تھا کہ وہ مجھے کہنے لگا اگر آپ جیسے مبلغ آپ کو سو دو سو مل جائیں تو آپ ہم لوگوں کو جیت لیں گے کیونکہ میں نے آپ کو غصہ دلانے کی پوری کوشش کی مگر آپ تھے کہ ہنستے چلے جا رہے تھے۔

پس اگر کوئی آپ کو گالی دے، کوئی بُرا بھلا کہے بلکہ کوئی چپیڑ بھی لگا دے تو آپ کو غصہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ غصہ کرنے کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ آپ خادم ہیں ایسے موقعہ پہ آپ مخالف کے سامنے ہنسا کریں۔

۵۱-۱۹۵۰ء کی بات ہے

پنجاب میں سیلاب آیا اور ہمارے بہت سارے علاقے چھوٹے چھوٹے جزیرے بن گئے اور لوگ بھوکے مر رہے تھے تو ظفر الاحسن صاحب جو ڈی سی لگے ہوئے تھے اور جن سے میرے تعلقات تھے انہوں نے مجھے خاص طور پہ کہا کہ دوسرے توجہ نہیں کرتے آپ کالج کے طلباء اور دوسرے خدام سے کہیں کہ وہ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کے لئے روٹیاں جمع کر کے دیں۔ چنانچہ ایک دن ہمارے کالج کے پانچ دس طالب علم میرے پاس آکر کہنے لگے کہ لاہور کے جس محلے میں ہم روٹیاں جمع کرنے کے لئے گئے تھے انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ اگر دوبارہ تم یہاں آئے تو ہم تمہیں چپیڑیں لگائیں گے۔ میں نے اُن سے کہا کل تم ضرور جاؤ اور اُن سے کہو کہ ہم چپیڑیں کھانے آئے ہیں اس شرط پہ کہ جتنی چپیڑیں مارو اس سے دُگنی روٹیاں ہمیں دے دو کیونکہ ہمارے بھائی بھُوکے ہیں اُن کو روٹی پہنچنی چاہیئے چنانچہ وہ گئے تو چپیڑیں تو انہوں نے نہیں کھائیں البتہ اس محلے سے روٹیاں لے کر آ گئے۔ یہ بات اثر کرتی ہے۔ آپ ایک نمونہ قائم کریں۔ خادم کا یہ حق ہے کہ وہ مُسکرائے اور ہنسے اور میں نے کہا کہ یہ آپ ہی کا حق ہے اس وجہ سے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو وعدے دیئے گئے تھے ایک یہ کہ آپؐ کے زمانہ میں اسلام اس وقت کی دُنیا میں غالب آجائے گا اور دوسرا یہ کہ آپ کے محبوب ترین روحانی فرزند کے زمانہ میں ایک ہزار سالہ تنزل کے دَور کے بعد پھر اسلام ساری دُنیا میں غالب آئے گا۔ غلبۂ اسلام کی پَو پھوٹ چکی ہے اور

غلبہ اسلام کا دن طلوع ہونے والا ہے

دُنیا کی کوئی قوم . . . .

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام سے باہر رہ کر عزت کی زندگی نہیں گزار سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔ یہ پورا ہو گا۔

پس جب خدا تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کا اتنا عظیم وعدہ دیا ہے تو رونے کا حق ہمیں کیسے مل گیا، ہمیں تو ہنسنے کا حق ملا ہے اس عظیم وعدے اور اس حق کی بنا پہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ اگر کوئی چپیڑ لگاتا ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی گالی دیتا ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی ہماری راہ میں کانٹے بچھاتا ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نادان ہیں جاہل ہیں۔ ان کے یہ افعال ہماری مسکراہٹوں کو نہیں چھین سکتے ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ ہم غلبۂ اسلام کے وعدے کو بھول گئے اور کسی کا ایک چپیڑ مارنا یا گالی دینا یا کانٹے بچھانا یاد رہ گیا۔ ایسی باتوں سے متاثر ہونا ہمارا حق نہیں ہے ہم میں سے کسی کے نفس کا یہ حق نہیں ہے۔ ہمارے ہر نفس کا یہ حق ہے کہ وہ بہترین اور اچھا خادم بنے۔ اور یہ کشادہ راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہو رہی ہے

لوگ مٹی ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اسے دھو ڈالتی ہے۔ ہمارا قدم کبھی نہیں پھسلا اور نہ پھسلنا چاہیئے۔ سوائے ان کے کہ جو منافق ہیں۔ اور یہ ہر الٰہی سلسلے میں ہوتے ہیں۔ ہزار میں سے ایک یا لاکھ میں سے دو۔ ان کا تو کوئی ذکر نہیں۔ لیکن خدا کے پیارے، مخلص، وفادار اور مخلص بندے جو ہیں دُنیا کی کوئی گالی یا فتوے یا چپیڑیں یا غصہ کا اظہار ان کے رستے میں کوئی روک نہیں بن سکتا۔ جہاں سب سے زیادہ گالیاں ہمارے کانوں میں پڑ رہی ہوتی ہیں وہیں اللہ تعالیٰ کے پیار کا ہاتھ کہتا ہے آگے بڑھو۔ بھول جاؤ اس کو یہ کیا کہتے ہیں۔ کیونکہ بے اثر ہے ان کی ہر کوشش اور ناکام ہے ان کا ہر منصوبہ۔ پھر ہمیں غم اور غصہ اور گھبراہٹ کس بات کی!

غرض آپ کا خادم بننے کا پہلا حق ہے

خادم بننے کے لئے پہلا گُر یہ ہے

کہ آپ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت رہنی چاہیئے۔ اگر کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء آئے تب بھی بشاشت آنی چاہیئے۔ یہ ہے تو میرے گھر کا واقعہ اور ہے بھی عورتوں سے تعلق رکھنے والا لیکن بحیثیت انسان مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میری بڑی لڑکی کا پہلا لڑکا نہایت خوبصورت تھا۔ مگر پیدائش کے بعد اُس نے سانس نہیں لیا۔ ہسپتال میں تھے جب گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ڈاکٹر فارغ ہوا اور اس نے اجازت دی کہ آپ بچی سے مل لیں تو میں نے دل میں سوچا اس کا پہلا بچہ ہے۔ چھوٹی عمر ہے۔ شاید نوعمری میں بہک گئی ہو چہرے پہ گھبراہٹ ہو۔ چنانچہ جب میں اپنی طرف سے اسے تسلی دینے کے لئے گیا تو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔ اور اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ اور میں نے اسی وقت اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رہنے والا بچہ دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے دوسرا بچہ عطا کیا۔ خدا کی چیز تھی اس نے لے لی۔ غم کی کیا بات ہے

۱۹۵۳ء میں جس صبح ہمیں پکڑ کر لے گئے تھے اُس رات

اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا

کہ صبح ہمیں گرفتار کر لیں گے۔ جو ٹیم آئی ہوئی تھی اسے بھی پتہ نہیں تھا، شاید اس کا آرڈر بعد میں آیا تھا۔ چونکہ مجھے پتہ تھا اس لئے صبح جس وقت انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے اپنے بچوں کو جو اس وقت بہت چھوٹے تھے۔ (ان میں سے ایک تو غالباً ۳ سال کا تھا) ان سے میں نے کہا کہ میں نے نہ چوری کی نہ ڈاکہ مارا نہ قانون ملکی کو توڑا ہے نہ قانون الٰہی کو توڑا ہے اگر مجھے آج پکڑ کر لے گئے تو میں مظلوم ہوں اور تمہارے چہروں پر میں نے مسکراہٹ دیکھنی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم منہ بنا لو کہ ہمارے ابا کو پکڑ کر لے گئے ہیں۔ چنانچہ گرفتاری کے وقت ۳ سال کے بچے کا چہرہ بھی مسکرا رہا تھا۔ ان باتوں سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر ہم نے اپنے رب کے لئے زندگی گزارنی ہے اور اپنے رب کی مخلوق کا خادم بننا ہے تو خواہ وہ امتحان اور ابتلاء ہو اس رنگ کا جسے قضا و قدر کہتے ہیں، خواہ وہ لوگوں کی طرف سے تکلیف اور ایذا ہو، ہمارے چہرے پر سے مسکراہٹ نہیں جانی چاہیئے۔ کسی شکل میں بھی نہ حرف شکایت زبان پہ لانا چاہیئے اور نہ ہمیں غصہ آنا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند نے ہمارے دل سے ہر غیر کی دشمنی نکال کر باہر پھینک دی ہے۔ ہمارے دل میں کسی کی دشمنی نہیں ہے ہمارے دل میں

ہر ایک لئے محبت اور پیار اور ہمدردی

اور غمخواری کا جذبہ ہے۔ جو مرضی وہ کہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں جو چیز دی ہے وہ تو نہیں چھین سکتے۔ نہ انہیں چھیننی چاہیئے۔ اگر وہ چھین لیں تو بڑے بدقسمت ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ اس نے ہمارے دل کو ان کے لئے محبت اور پیار اور خدمت کے جذبہ سے معمور کر دیا ہے۔

پس یہ عطا ہے جسے اگر وہ اپنی گالیوں سے چھین لیں تو یہ ان کی بڑی بدقسمتی ہوگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک نہایت حسین چیز دی تھی مگر انہوں نے اسکی پرواہ نہ کی اور اُسے باہر پھینک دیا۔

پس پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر خادم کے اندر خوش خلقی ہونی چاہیئے۔ کسی سے لڑنا جھگڑنا نہیں۔ محبت اور پیار سے باتیں کرنی ہیں۔ اس وقت آپ دُنیا سے جتنی محبت کریں گے اتنی جلدی آپ ان کے دلوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسان کے سائے کے نیچے لے آئیں گے۔ اور انہیں آپؐ کا غلام بنا دیں گے۔

دوسری چیز جس سے ایک خادم کی خدمت کی قوت جلا حاصل کرتی ہے اور جو اس کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے میں ممد و معاون بنتی ہے وہ حِلم ہے۔

حِلم کے معنے ہیں

صبر اور بردباری اور طیش میں نہ آنا اور وقار کے ساتھ انتظار کرنا ویسے تو کئی معنوں میں انتظار کا لفظ استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارے لئے تو یہ ہو گا کہ وقار کے ساتھ اس آخری کامیابی کا انتظار کرنا جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔

پس ہم جنہیں یہ یقین ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں اور اس کی مخلوق کی ہمدردانہ طور پہ خدمت کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے، ہم نے اپنے دشمن کا دل جیتنا ہے، اپنے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لانے کے لئے۔ اس لئے بڑے وقار کے ساتھ ان وعدوں کے پورا ہونے کا انتظار کریں۔ طیش میں نہ آئیں۔ صبر اور دُعا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندگی گزاریں۔

پہلے حصے کو میں نے زیادہ وقت دے دیا ہے۔ اب میں جلدی جلدی مضمون کو ختم کروں گا۔ پھر کسی وقت انشاء اللہ تفصیلی ذکر ہو جائے گا۔

تیسرا ذریعہ قوتِ خدمت کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "کرم" بتایا ہے۔ کرم کے معنے ایک تو درگزر کرنے کے ہوتے ہیں اور دوسرے جود یعنی سخاوت کرنے کے۔ دراصل

درگزر کرنا بھی سخاوت ہی کا ایک پہلو ہے

اس لئے کہ جو سخی شخص اپنے مال و دولت کا ایک حصہ دوسرے کو دیتا ہے وہ اپنے ایک جائز حق میں سے دے رہا ہوتا ہے اور جو درگزر کرتا ہے وہ انتقام لینے کا جو حق ہے اسے وہ چھوڑ دیتا ہے۔ شرط وہاں اللہ تعالےٰ نے یہ لگائی ہے کہ دوسرا اگر عفو کرنے سے اپنے گناہ میں اور زیادہ بڑھتا ہو تو پھر تھوڑا سا انتقام بھی لے لینا چاہیئے۔ لیکن اصل بنیادی چیز یہی ہے کہ درگزر کرنا بہتر ہے یعنی جو انتقام لینے کا حق ہے اسے چھوڑ دینا چاہیئے اسیطرح یہ بھی سخاوت کا ایک پہلو ہے

غرض یہ دونوں پہلو منفی اور مثبت جو سخاوت کے اندر پائے جاتے ہیں وہی کرم کے لفظ کے اندر پائے جاتے ہیں اور خدام کو ہر وقت سوچتے رہنا چاہیئے کہ یہ عادت ان کے اندر پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اس میں اپنے اور غیر بھی آ جاتے ہیں بعض دفعہ انسان جہالت کے نتیجہ میں یا لاعلمی میں دوسرے کو دکھ پہنچا دیتا ہے تو جس کو دکھ پہنچا ہو اس کا یہ فرض ہے کہ اس نے خادم بننا ہے وہ مقابلے میں اپنا ہاتھ نہ اُٹھائے اور بدلہ نہ لے اور انتقام کی طرف متوجہ نہ ہو۔

میرے بچپن کا ایک واقعہ ہے

بعض واقعات ایسے گزر جاتے ہیں انسان کی زندگی میں جنہیں وہ عمر بھر بھلا نہیں سکتا۔ میں چھوٹا تھا مدرسہ احمدیہ میں پڑھا کرتا تھا حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مجھے پالا ہے اُن کے پاس میں رہتا تھا۔ انہوں نے مجھے یہ حکم دے رکھا تھا کہ میں باقی نمازیں تو مسجد مبارک میں پڑھوں لیکن چونکہ پڑھنا اور پھر سونا ہوتا تھا اور مسجد مبارک میں نماز دیر سے ہوتی تھی اس لئے عشاء کی نماز کے لئے مسجد اقصیٰ جایا کروں۔ وہ بھی پاس ہی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ چونکہ ہر وقت کام میں مشغول رہتے تھے بعض دفعہ دیر سے نماز کیلئے تشریف لاتے تھے اب بعض دفعہ مجھے دس پندرہ منٹ کی بھی دیر ہو جائے تو نمازی گھبرا جاتے ہیں مگر ہم نے تو وہ نمازیں بھی پڑھی ہیں جن میں حضور رضی اللہ عنہ دو دو گھنٹے کی دیر کے بعد مسجد میں آئے ہیں۔ آپ تو خدا کے گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں اور جو خدا کے گھر میں بیٹھا ہوا ہے اُسے باہر جانے کی جلدی کیسے ہو سکتی ہے اپنے گھر سے باہر نکلنے کی جلدی نہیں ہوتی۔ بہرحال میں عشاء کی نماز میں مسجد اقصیٰ جایا کرتا تھا۔ دارِ مسیح کے نیچے ایک گلی تھی (اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہوئے خدام میں سے اکثر ایسے ہیں جنہیں قادیان میں دارِ مسیح کا کچھ پتہ نہیں ہے) وہ گلی چھتی ہوئی تھی اور وہاں اندھیرا ہوا کرتا تھا۔ ایک روز جس وقت میں نیچے اترا تو اس وقت مدرسہ احمدیہ کے طالب علموں کی قطار (وہ قطار میں نماز پڑھنے جایا کرتے تھے) اسی گلی میں سے گزر رہی تھی۔ میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ لیکن چونکہ اندھیرا تھا اس لئے اتفاقاً میرا پاؤں مجھ سے آگے چلنے والے لڑکے کے پاؤں پر پڑا۔ اس نے سلیپر پہنے ہوئے تھے جب اس نے ایڑی اٹھائی تو اس کے سلیپر پر میرا پنجہ پڑ گیا تو اسے جھٹکا لگا مگر اس نے درگزر سے کام لیا۔ لیکن خدا کا کرنا کیا ہوا کہ چار پانچ قدم کے بعد دوبارہ میرا پاؤں اس پر جا پڑا تو اسے یہ خیال گزرا کہ شاید کوئی شرارت کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے پیچھے مڑ کر تاڑ سے میرے منہ پر چپیڑ لگا دی۔ خیر میں نے اس وقت دل میں سوچا کہ اس کو کچھ پتہ نہیں اس نے کیا کیا ہے اور اس نے کسے چپیڑ لگائی ہے اگر اسے پتہ لگ گیا تو یہ شرمندہ ہوگا۔ میں کیوں اسے شرمندگی کا دکھ دوں۔ یہ سوچ کر میں وہاں سے ایک طرف پیچھے ہٹ گیا اور جب پندرہ بیس طالب علم گزر گئے تو پھر میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ نہ مجھے پتہ ہے کہ وہ کونسا شخص ہے اور نہ اُسے (اگر وہ اب تک زندہ ہے) پتہ ہے کہ اس نے کس کو چپیڑ لگائی تھی۔

پس مجھے یہ واقعہ بڑا پیارا لگتا ہے۔ کیونکہ بچپن میں آدمی ویسے بھی بعض دفعہ تیزیاں دکھا جاتا ہے لیکن

اللہ تعالےٰ نے مجھے اس وقت سمجھ عطا کی

کہ چپیڑ کے مقابلے میں چپیڑ نہیں لگائی۔ بعض دفعہ جہالت کے نتیجہ میں یا بعض دفعہ ویسے ہی نالائقی کے نتیجہ میں احمدی ایک دوسرے کو دکھ پہنچاتے ہیں یہ زندگی کے حقائق ہیں ان تلخ حقائق سے ہمیں انکار نہیں کرنا چاہیئے ورنہ ہم ان سے نپٹ نہیں سکیں گے۔ بعض احمدی بھی ایک دوسرے کو دکھ پہنچاتے ہیں جس سے میرے لئے بھی بڑے دکھ پیدا ہو جاتے ہیں مجھے دونوں طرف سے تکلیف ہوتی ہے۔ ظالم کے لئے بھی اور مظلوم کے لئے بھی کڑھنا پڑتا ہے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور پھر کچھ وقت دعاؤں کے لئے بھی دینا پڑتا ہے یہ آپ کا حق ہے اور میرا فرض ہے۔ یہ تو میں کرتا ہی رہتا ہوں۔ پس چاہے مخالف کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے چاہے اپنے بھائی کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے ہر دو صورتوں میں درگزر سے کام لینا چاہیئے اگر درگزر نہیں کریں گے تو آپ حقیقی خادم نہیں کہلا سکیں گے۔ اگر درگزر سے کام نہیں لیں گے تو آپ اپنی اس قوتِ خدمت کی نشوونما کو کمال تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ نفس کے اوپر پورا ضبط ہو یہ نہیں کہ منہ زور گھوڑے کی طرح نفس جدھر چاہے انسان کو لے جائے بلکہ جس طرح ایک اچھا سوار ایک ہلکے سے اشارے کے ساتھ گھوڑے کو چلنے یا کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اسیطرح آپ کا اپنے نفس کے ساتھ تعلق ہونا چاہیئے۔ نفس آپ پر قابو نہ پائے بلکہ آپ نفس پر قابو رکھتے ہوں۔ اس کے بغیر خدمت کی قوت اور استعداد اپنی نشوونما میں کمال تک نہیں پہنچ سکتی۔

پھر عفت ہے

عفت کے ایک معنے احسان کے بھی ہیں۔ یعنی جو نفسانی شہوات ہیں ان کو اپنے قابو میں رکھنا لیکن عفت کے اصل معنے اس سے زیادہ وسیع ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہر اس چیز سے پرہیز کرنا جس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے اور ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے وہ چہرے پر ایک داغ چھوڑ جاتی ہے یا یوں کہئے کہ نفس پر ایک داغ چھوڑ جاتی ہے۔ پس ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے جو انسان کو داغدار کر دیں۔ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی مول لینے والی ہوں ورنہ خدمت کا جذبہ اُبھر نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر آپ کچھ چیزوں کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(جو آگے آجاتی ہیں۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے نمایاں کر کے لکھا ہے) خیال نہیں رکھیں گے تو آپ کی کوئی قوت صحیح اور کامل نشوونما حاصل نہیں کر سکے گی۔ مثال کے طور پر بعض چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ ویسے وہ تو ہمارا محسن ہے اس نے ایسا اس لئے نہیں کیا کہ وہ ہمیں دُکھ میں ڈالنا چاہتا ہے بلکہ اس لئے کیا ہے کہ وہ ہمیں سُکھ پہنچانا چاہتا ہے یا ہر ایسی چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے یہ وہ چیز ہے جو انسان کی قوتوں کی نشوونما میں روک بنتی ہے اس لئے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اسی کو گناہ کہتے ہیں۔ اسلام میں اور قرآن کریم میں

گناہ کی یہ بڑی ہی عجیب تعریف

بیان کی گئی ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کی سب یا بعض قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما میں روک بنتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کر دی گئی ہے اور ہر وہ چیز جو انسان کے مختلف قوٰی کی نشوونما میں ممد و معاون ہے اسے حلال قرار دیا گیا ہے چونکہ انسان کی طبائع مختلف ہیں اس لئے کسی فرد کے لئے کوئی چیز موافق آتی ہے اور کسی کے لئے کوئی۔ جس طرح کھانے کا حال ہے اسی طرح دوسرے احکام کا حال ہے۔ جو چیز انسان کے نفس یا مجموعی طور پر جو قوتیں اس کے اندر ہیں ان کے مناسب حال ہے ہماری زبان میں اسے طیب کہتے ہیں۔ پس ایک احمدی نے صرف حلال چیزوں کی طرف ہی توجہ نہیں کرنی بلکہ حلال میں سے پھر طیّب کا خیال کرنا ہے۔ بعض ماں باپ غلطی کر جاتے ہیں بچے کو کہتے ہیں یہ ضرور کھاؤ۔ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز ان کے لئے طیّب ہو وہ ان کے بچے کے لئے بھی طیّب ہو۔

ہمارے گھر میں لطیفہ ہُوا

ہماری ایک چھوٹی عزیزہ بچی جس کی عمر ۳ سال ہے اُسے اسہال آنے شروع ہوئے اور وہ بضد ہوئی کہ میں نے چنے کھانے ہیں۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ ایک دو دن کے لئے اپنی نانی کے ہاں آئی ہوئی تھی۔ اتفاقاً انہوں نے شام کی چائے پر چنے رکھے ہوئے تھے چنانچہ ماں باپ ایک طرف اور وہ بچی ایک طرف۔ ماں باپ اسے کہہ رہے تھے کہ تمہیں اسہال آرہے ہیں تمہیں چنے نہیں کھانے دیتے اور وہ کہے اسہال آرہے ہیں یا نہیں میں نے چنے ضرور کھانے ہیں۔ آخر اس کی نانی نے کہا کہ جب اسکی خواہش ہے تو اسے چنے کھانے دو۔ چنانچہ اس نے چنے کھائے اور اسہال کا علاج ہو گیا اسہال آنے بند ہو گئے کیونکہ یہ اس کے اندر کی URGE (ارج) تھی۔ یہ اس کے جسم کی آواز تھی کہ چنے کھاؤ یہ تمہارا علاج ہے۔

اب یہ جانور ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں مثلاً بھیڑ بکریاں ہیں یہ چرتی ہوتی ہیں بعض دفعہ ایک بکری کسی بوٹی کو منہ لگاتی ہے اور اسے چھوڑ کر پرے چلی جاتی ہے اسکی فطرت اسے یہ بتادیتی ہے کہ یہ تمہارے کھانے کی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جانور کو یہ سمجھ عطا کر دی ہے کہ تمہارے لئے یہ حلال چیز طیّب نہیں ہے اس لئے نہ کھاؤ۔ یہ حلال چیز تمہارے لئے طیّب ہے اسے کھالو۔ ہمیں اس نے عقل دی ہے اور کہا ہے کہ اپنی عقل کے مطابق فیصلہ کرو اپنے اندر کی آواز سنا کرو اور اس کے مطابق کام کیا کرو۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے یہاں جو عفت کا لفظ استعمال کیا ہے وہ عام معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے یعنی نفسانی شہوات کے معنوں میں بھی کہ انسان کو ان سے بھی بچنا چاہیئے اور اس معنے میں بھی استعمال ہوا ہے کہ انسان ہر اس حرام چیز سے بچے جو انسان کے جسم کو یا اس کے کیرکٹر کو داغدار کر دے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے دراصل حرام کہتے ہی اس چیز کو ہیں جو انسان کو داغدار کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سے جو گر جاتا ہے اپنے کسی گناہ کی وجہ سے اس سے بڑا داغ انسان کو اور کیا لگ سکتا ہے۔

تواضع اور انکسار اور خاکساری ان تینوں میں فرق تو ہے لیکن یہ آپس میں زیادہ ملتے جلتے معنے رکھتے ہیں۔ اگر میں اس فرق میں گیا تو دیر ہو جائے گی اس لئے ان کو میں اکٹھا لے لیتا ہوں ایک خادم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے ہم۔ نے اگرچہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں سائق مقرر کئے ہیں لیکن سائق کو قائد کے ماتحت کیا ہے۔

خدام الاحمدیہ کے نظام کی اصل روح قیادت ہے

قائد اور سائق کے معنوں میں فرق یہ ہے سائق کہتا ہے پیچھے سے کہ چلو اور وہ خود پیچھے آتا ہے تاکہ کوئی پیچھے نہ رہ جائے اس کا اپنا ایک مصرف ہے لیکن وہ اپنے اس عہدے کے لحاظ سے قیادت کا اہل نہیں ہے۔ قائد کہتا ہے کہ میں چل رہا ہوں میرے پیچھے آؤ سائق کہتا ہے کہ تم چلو میں تمہارے پیچھے رہوں گا تاکہ تم میں سے کوئی غفلت نہ کر جائے۔ پس آپ کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی قیادت نصیب کی ہے۔ آپ یہ بات کر ہی نہیں سکتے۔ یعنی یہ بات ایک خادم کی رُوح کے خلاف ہے کہ آپ یہ کہہ دیں کہ ہم تو آرام سے بیٹھے ہیں تم یہ کام کر لو۔ جرمن فوجوں کے متعلق بعض مضمون میں نے پڑھے ہیں اور مجھے ان کی ایک بات بڑی پسند آئی ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اسلام سے لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی فوج کے دس افراد پر مشتمل ہر چھوٹے یونٹ پر ایک لفٹننٹ افسر مقرر کر دیا۔ بعض ملک ایسا کرتے ہیں اور بعض ایسا نہیں کرتے بہرحال ان کو یہ تربیت دی جاتی تھی کہ جنگ کے دنوں میں اس چھوٹے یونٹ کا قائد یعنی لفٹننٹ کہتا تھا کہ فلاں جگہ پر ہم نے قبضہ کرنا ہے، چھوٹے چھوٹے ٹارگٹ مثلاً سو گز پرے جو جھاڑیاں ہیں ہم نے وہاں تک پہنچنا ہے دشمن کی مشین گنیں ہم پر حملہ کریں گی مگر وہ لفٹننٹ افسر اپنے سپاہیوں سے یہ کبھی نہیں کہتا تھا کہ تم جاؤ اور میں تمہیں دیکھتا ہوں۔ جا کر CAPTURE (کیپچر) کر لو۔ بلکہ وہ یہ کہتا تھا کہ ہمیں حکم یہ ملا ہے کہ ہم نے فلاں جھاڑیوں پر قبضہ کرنا ہے میں وہاں حملہ کرنے جا رہا ہوں تم میرے پیچھے آؤ۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ دوسرے ملکوں کی نسبت جرمن فوجوں کے لفٹننٹ اس کثرت سے مارے گئے کہ کوئی حد نہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کے بغیر کوئی قیادت ہو ہی نہیں سکتی کوئی قائد بن ہی نہیں سکتا۔

آپ نے قائد بننا ہے اور قائد اس کو کہتے ہیں جس کا اپنا نفس باقی نہ رہے۔ یعنی تواضع، انکسار، اور خاکساری کی وجہ سے اس کا نفس مٹ جائے۔ (میں نے بتایا ہے کہ ان کے درمیان بھی ایک باریک فرق ہے لیکن چونکہ دیر ہو گئی ہے اس لئے ان کے باریک فرق میں میں اس وقت نہیں جا سکتا۔ پس ایک خادم میں

تواضع، انکسار اور خاکساری کی روح

ہونی چاہیئے جو دراصل ایک سچے مسلمان کی روح ہے۔ اس عمر میں ہم آپ کی تربیت کر رہے ہیں تاکہ یہ آپ کے جسم اور آپ کی روح اور آپ کے ذہن کا حصہ بن جائے۔ پس آپ میں سے ہر ایک کے اندر یہ روح ہونی چاہیئے کہ میں کچھ نہیں یعنی تنظیم کے لحاظ سے ایک عام خادم ہیں۔ سائق ہیں۔ قائد ہیں، زعیم ہیں اور پھر مہتمم اور صدر ہیں غرض نیچے سے لے کر اوپر تک یہ روح کارفرما ہونی چاہیئے کہ ہم کچھ نہیں اگر یہ روح پیدا ہو جائے تو بہت سارے مسئلے آپ ہی حل ہو جائیں۔ آپ خود سوچ لیں گھر جا کر۔ اگر یہ روح ہم جماعت کے سارے نوجوانوں میں پیدا کر دیں کہ ہم کچھ نہیں تو پھر فطرت ایک ریلا کرتی ہے دل اور دماغ اور روح پر اور کہتی ہے کہ یہ تو درست ہے کہ تم واقعہ میں کچھ نہیں ہو لیکن جو سب کچھ ہے اس سے تعلق کیوں پیدا نہیں کرتے دراصل اس کے بغیر

اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق

پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی جوتی کا ایک تسمہ ٹوٹ گیا اور اس نے یہ سمجھا کہ میں اپنے زور اور مال سے یا اپنی طاقت سے یہ تسمہ لے سکتا ہوں وہ مشرک ہے۔ حالانکہ تسمہ کی حقیقت کیا ہے! انسان آسانی بازار سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر دکان سے لا سکتا ہے۔ ایک دو آنے اسکی قیمت ہوتی ہے ایک ہزار روپے ایک شخص کو تنخواہ مل رہی ہے وہ یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ میرے پاس دولت ہے میری ٹانگیں بھی

ٹھیک ہیں، مجھے کار ملی ہوئی ہے تو میں اپنے زور اور دولت کے ذریعہ تسمہ لے لوں گا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں تسمہ بھی نہیں مل سکتا تھا جب تک تم خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کر کے دُعا کے ذریعہ اس کے فضل کو نہ پاؤ۔ اور

یہ ایک حقیقت ہے

محض کہانی یا فلسفہ نہیں ہے دُنیا میں کتنے آدمی تسمہ لینے کے لئے جاتے ہیں اور رستہ میں مرجاتے ہیں یا تو دکان پر پہنچ ہی نہیں سکتے یا گھر واپس نہیں آسکتے۔ ہزار ہا موتیں اس طرح ہوجاتی ہیں۔ کوئی شخص گھر میں آکر یہ سمجھے بیوی بڑی اچھی ہے اس نے میرے لئے ٹھنڈا پانی رکھا ہوا ہے میں گرمی میں باہر سے کام کر کے آیا ہوں، اب میں یہ پانی پیوں گا، مجھے لذت حاصل ہوگی الغرض اسے بڑی اچھی خیال رکھنے والی بیوی ملی ہے۔ لیکن اگر وہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس پانی سے میں فائدہ اٹھا سکتا ہوں تو یہ غلط ہے جب تک اللہ تعالےٰ نہ چاہے پانی کسی کی زندگی کا موجب نہیں بن سکتا۔ یہ بات ثابت کرنے کے لئے میرے ذہن میں کئی مثالیں ہیں آپ نے بھی اخباروں میں کئی دفعہ پڑھا ہوگا۔ ایک شخص باہر سے آیا، اس نے پانی پیا اور مرگیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے پانی کو کہ اس کے جسم کا حصہ بن یا اسکی موت کا باعث بن۔ اسیطرح کھانے کے ایک لقمے میں انسان کو پتہ نہیں ہوتا کہ یہ زندگی کا باعث بنے گا یا نہیں۔ بعض دفعہ آدمی آرام کے لئے لیٹتا ہے اگلے روز اس کے متعلق اخباروں میں آجاتا ہے کہ باہر سے تھکا ہوا آیا تھا آرام کرنے کے لئے لیٹا۔ بیوی سمجھی کہ سو گیا ہے آرام آرہا ہے جب ذرا دیر ہوگئی تو دیکھا مُردہ پڑا ہوا ہے پس نیند اسکی راحت اور سکون اور آرام کا باعث نہیں بنی بلکہ اس کی موت کا باعث بن گئی۔ اللہ تعالےٰ اپنے مالک ہونے کے یہ جلوے ہم عاجز بندوں کو دکھاتا رہتا ہے۔ تاکہ ہم اُسے بھول نہ جائیں اور اسکی طرف جانے والے رستہ کو چھوڑ نہ دیں۔ اللہ تعالےٰ سے اس قسم کا تعلق پیدا ہو نہیں سکتا اور انسان اس بلند مقام تک پہنچ نہیں سکتا اگر اس کا نفس کچھ موجود ہو یا اس میں انانیت پائی جاتی ہو اس لئے

اگر آپ نے اچھا خادم بننا ہے

تو آپ کو تواضع، خاکساری اور انکسار کو اختیار کرنا پڑے گا کیونکہ جو کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے وہ خالی پانی پینے یا بوٹ کے تسمے کا نہیں بلکہ ساری دُنیا کو اور دُنیا کی ساری اقوام کو اکٹھا کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک میں جمع کرنے کا ہے یہ کوئی مذاق نہیں ہے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے تسمہ آپ لے نہیں سکتے پانی کو آپ حکم نہیں دے سکتے اور اتنا بڑا کام آپ اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر کیسے کر سکیں گے اسی واسطے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۵) کہ تم میں سے شریعت اسلامیہ اور ہدایت کے مطابق

جو بھی تواضع کی راہوں کو اختیار کرے گا

اللہ تعالےٰ اسے ساتویں آسمان تک لے جائے گا کیونکہ اگر کوئی آدمی چھلانگ لگائے تو اس کی چھلانگ دس فٹ اوپر نہیں جاسکتی۔ چھ فٹ کی دیوار کے لئے کہتے ہیں کہ بڑا چالاک چور ہے۔ اس نے پریکٹس کی ہوگی تب ہی چھلانگ مار کر نکل گیا ہے لیکن ایک عام آدمی تو چھ سات فٹ کی دیوار بھی پھاند نہیں سکتا۔ ساتویں آسمان تک پہنچنے کی آپ کو کب طاقت ملی ہے لیکن ساتویں آسمان تک پہنچنے کے سامان اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے پیدا کر دیئے ہیں۔ اور فرمایا تواضع خاکساری اور انکسار کو اختیار کرو ہم ذمہ لیتے ہیں تمہیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور ساتویں آسمان تک پہنچادیں گے۔ جس طرح ماں چھوٹے بچے کو جو ابھی چل بھی نہیں سکتا، اس کے قدم ڈگمگا رہے ہوتے ہیں۔ اس کو گود میں اٹھالیتی ہے اور بعض دفعہ کسی چھ سات فٹ اونچی جگہ پر بٹھانا ہو تو بٹھا دیتی ہے یا باپ اسے کندھے پر بٹھا لیتا ہے حالانکہ وہاں تک پہنچنے کی اسے طاقت ہی نہیں ہوتی اللہ تعالےٰ کے مقابلے میں تو ہماری حالت اس چھوٹے بچے سے بھی گئی گزری ہے اللہ تعالےٰ کی طاقت تو ہمارے

باپ اور ہماری ماں سے کہیں زیادہ ہے، اس کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اسی واسطے اگر ایک خادم نے حقیقی معنوں میں خادم بننا ہے اور اس نے اس قوت کو اس کی نشوونما کے کمال تک پہنچانا ہے تو یہ ضروری ہے کہ وہ ان راہوں کو اختیار کرلے۔

پھر ہمدردی مخلوق ہے

میں نے پہلے بھی اشارہ کیا ہے ہمارے سب چھوٹوں اور بڑوں کا کام ہی ہمدردیٔ مخلوق ہے، انصار کا بھی یہ کام ہے، اور آپ کا بھی یہ کام ہے۔ (دراصل انصار بھی خادم ہیں صرف نام بدلا ہوا ہے) جماعت احمدیہ پیدا ہی دنیا کی خدمت کے لئے ہوئی ہے۔ ہم نے دُنیا سے بہر حال ہمدردی کا سلوک روا رکھنا ہے۔ مجھے یاد آگیا میں افریقہ میں گیا تو جب میں یہ بات کہتا تھا کہ اسلام ہمدردیٔ مخلوق کی تلقین کرتا ہے تو وہ حیران رہ جاتے تھے اور اس کا بڑا اثر لیتے تھے اور بڑے خوش ہوتے تھے۔ میں ان سے کہتا تھا کہ میں آپ کے لئے محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں، مساوات کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ ایک دفعہ میں نے اُن سے کہا کہ تمہاری عزت اور احترام کا سورج طلوع ہو چکا ہے، اب آئندہ دنیا تمہیں نفرت اور حقارت سے نہیں دیکھا کرے گی ہم اس کے ضامن ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے

جماعت احمدیہ کو قائم ہی اس لئے کیا گیا ہے

کہ ہم ان لوگوں سے جو مظلوم ہیں جن سے نفرت کی گئی ہے اور جن پر دنیا کی حقارت کی نگاہیں پڑتی رہی ہیں اُن سے کہیں کہ آج کے بعد تمہیں کوئی بھی نفرت اور حقارت سے نہیں دیکھے گا لیکن اگر ہم اس اعلان کے بعد یا اس اعلان کے ہوتے ہوئے اپنے اس فرض کی طرف توجہ نہ دیں تو وہ آج نہیں تو کل ہم سے بھی مایوس ہوجائیں گے دو تین سو سال پہلے عیسائیت بھی افریقہ میں یہی پیغام لے کر گئی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جب عیسائیت تمہارے ملکوں میں آئی تو پادریوں نے یہی کہا تھا کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ لیکن ان کے معاً پیچھے یورپین اقوام کی فوجیں دوڑ رہی تھیں ان کی توپوں۔ پھول نہیں جھڑ رہے تھے، گولے برس رہے تھے، اور پھر انہوں نے تمہارا جو حال کیا وہ تم خود جانتے ہو مجھے کہنے کی ضرورت نہیں۔ اب

ہم محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں

اور پچاس سال سے تمہارے اندر بیٹھے ہوئے تمہاری خدمت کر رہے ہیں اور تم جانتے ہو کہ ہم تم سے پیار بھی کرتے ہیں اور تمہارے حقوق پر ہماری نگاہ نہیں، نہ ہم تمہاری سیاست میں کوئی دخل اندازی کرتے ہیں اور نہ تمہارے مال میں ہمیں کوئی دلچسپی ہے، ہم نے جو کچھ کمایا وہ بھی تمہارے ملک پر خرچ کر دیا مثلاً ہمارے کانو کے ایک کلینک نے دو سال ہوئے ۱۵ ہزار پونڈ یعنی تین لاکھ روپیہ بچایا ہوا تھا۔ یہاں سے انہیں ہدایت بھجوائی گئی کہ اپنے اس کلینک کو ہسپتال بنا دو چنانچہ ایک نہایت خوبصورت بلڈنگ ہسپتال کی بن گئی ہے اس کی سلائیڈز میرے پاس نہیں۔ منتظمین اجتماع نے تصویریں دکھانے کے لئے کہا تھا لیکن اس کی صرف تصویر ہی ہے۔ غرض نہایت خوبصورت ہسپتال بن گیا۔

میں نے اُن سے کہا کہ تمہاری دولت میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ باہر سے ہمارے بھائیوں نے قربانیاں دیں اور ہم وہ مال تمہارے پاس لے کر آگئے۔ یہاں سے جو کمایا وہ بھی تمہارے ملک میں خرچ کر دیا اور جو باہر سے لائے وہ بھی یہیں خرچ کر دیا اور اس کا تمہاری حکومت کو بھی پتہ ہے اور تم خود بھی جانتے ہو اور اس سے صرف ان کو اس طرف

توجہ دلانا

مقصود تھا۔ لیکن یورپی قوموں نے تمہارے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا۔ وہ اپنے ساتھ توپیں لے کر آئے تھے اور انہوں نے تمہاری سیاست میں دخل دیا۔ تم ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا محکوم بنالیا۔ تمہاری عزتیں چھینیں اور تمہارے اموال لوٹے۔

38

یعقوبو گوون

مجھے بڑے پیار سے ملا ہے۔ میں اس کا بڑا ممنون ہوں۔ دنیوی معیار کے لحاظ سے تو اس کا سر پھولا ہوا ہونا چاہیئے تھا، دماغ خراب ہونا چاہیئے تھا امریکہ کے خلاف بیافرا کی سول وار جیتی ہوئی تھی اور چند دن پہلے بیافرا نے surrender (سرنڈر) کیا تھا۔ لیکن میرے ساتھ وہ اس طرح ملا جس طرح اپنے گھر کا ایک بچہ ہو۔ دس بارہ منٹ کے بعد میں نے اٹھنے کی کوشش کی کہا کہ نہیں ابھی بیٹھیں پھر دوسری بار میں اٹھنے لگا تو کہا نہیں ابھی اور بیٹھیں۔ میں نے سمجھا تھا کہ courtesy call ہے اسلئے میں نے دو دفعہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ برابر میرے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ حالانکہ ہماری اس ملاقات سے پانچ دن پہلے آرچ بشپ آف ویسٹ افریقہ گوون سے ملنے گیا تھا۔ اس کو اس نے دعا کے لئے نہیں کہا لیکن مجھے اس نے کہا کہ دعا کریں۔ میں سمجھا کہ یہ عیسائی ہے ممکن ہے اس نے رسماً کہا ہو۔ میرے دل نے فیصلہ کیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ہاتھ اٹھالوں اور یہ آرام سے میرا منہ دیکھتا رہے، یہ تو ٹھیک نہیں ہوگا۔ پھر میں نے اس سے وضاحت سے پوچھا کہ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ باقاعدہ فارمل طریقے پر ہاتھ اٹھا کر اسی وقت دعا کروں وہ کہنے لگا۔ ہاں میرا یہی مطلب ہے۔ چنانچہ

میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے

تو وہ بھی اس میں اپنے طریق پر شامل ہوا اور دعا کرتا رہا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے اپنے ایک افریقن احمدی دوست سے یہ اظہار کیا ہے (ابھی مجھے وہاں گئے چند دن ہوئے تھے اس عرصہ میں میں نے جو مشاہدہ کیا وہ یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سب کچھ دیا تھا مگر یہ غیر اقوام تم سے سب کچھ چھین کر لے گئیں۔ میں نے جب اس سے یہ بات کہی تو وہ بے اختیارانہ کہنے لگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

How true you are! How true you are!

کیسی سچی بات آپ کہہ رہے ہیں! کیسی سچی بات آپ کہہ رہے ہیں!!

پس ہم نے ان کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا۔ اگر ہم کسی قوم سے یہ سلوک کریں اور مخلوق خدا کے لئے ہمدردی نہ ہو تو پھر نہ ہم صحیح معنوں میں خادم بن سکتے ہیں نہ جماعت احمدیہ اپنا مقصد اور مشن پورا کر سکتی ہے اور جو آپ کے نفس کا یہ حق ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو توفیقیں دی ہیں ان کی نشوونما کمال کو پہنچے اس میں آپ ناکام ہو جاتے ہیں کم از کم اس مسئلہ میں جس کے متعلق میں بات کر رہا ہوں۔

نویں بات

پاک باطنی یعنی تزکیۂ نفس

ہے یہ بھی بہت ضروری وصف ہے۔ ورنہ مذہب فلسفہ بن جاتا ہے۔ اور سب سے زیادہ فکر میرے جیسے انسان کو یہی رہتی ہے کہ ہماری نوجوان نسل میں پاکیزگی نفس اور تقویٰ پیدا ہو اور وہ اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں، خدا تعالیٰ کے پیار اور اسکے حسن و احسان کی مسرت سے لطف اندوز ہونے کا انہیں چسکا پڑ جائے اور وہ اس کو چھوڑ نہ سکیں تب ہی پاک باطنی قائم رہ سکتی ہے۔ شیطان صرف چاروں طرف سے نہیں بلکہ ہزاروں اطراف سے حملہ آور ہوتا ہے۔ کبھی انسان کے دل میں تکبر پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی ریا پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی ایک برائی اور کبھی دوسری برائی میں ملوث کر دیتا ہے۔ یہ اس کا کام ہے، وہ اس میں لگا ہوا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ شیطان سے نہ ڈرنا البتہ ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے بندے بن جانا۔ پھر تمہارے اوپر شیطان کا حملہ کامیاب نہیں ہوگا۔ غرض پاکیزگی کا حاصل کرنا از بس ضروری ہے ظاہری پاکیزگی کا بھی دل اور روح اور اخلاق پر اثر پڑتا ہے۔ یہاں اتنی ظاہری صفائی نہیں جتنی میں نے افریقہ میں دیکھی ہے۔ حالانکہ وہ بڑے پسماندہ علاقے سمجھے جاتے ہیں۔ وہاں ہزاروں لوگوں سے میں نے معانقہ کیا سارے دورے کے دوران صرف ایک یا دو آدمیوں کے سوائے کسی کے جسم سے مجھے پسینے کی بدبو نہیں آئی اور ہزاروں میں سے ایک یا دو کا ہونا تو استثنائی صورت رکھتا ہے۔ بعض دفعہ بیماری بھی ہوتی ہے جسے "بغل گند" کہتے ہیں یا بعض دفعہ کسی اور رنگ کی بدبو کی بیماری ہوتی ہے لیکن یہ استثنائی صورت ہے۔ میرے خیال میں

ایک لاکھ کے قریب احمدیوں سے ملاقات

ہوئی ہے۔ ہزاروں سے میں نے معانقے کئے ہیں اور سینکڑوں بچوں کو میں نے اٹھا کر پیار کیا ہے۔ مجھے تو ہر ایک ظاہری طور پر صفائی کے لحاظ سے صاف ستھرا دکھائی دیا۔ وہ معیار مجھے یہاں نظر نہیں آتا۔ اسکی طرف بھی آپ کو توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ پاک باطنی کے لئے پاک ظاہر کا ہونا بھی ضروری ہے وہ تو اس کیلئے بنیاد بنتا ہے افریقن دوست دن میں قریباً دو دفعہ نہاتے ہیں۔ افریقہ میں جہاں بھی مجھے پانی نظر آیا وہیں افریقنوں کو میں نے کپڑے دھوتے دیکھا۔ یہاں تو آپ کو سفر کرتے ہوئے سینکڑوں پانی کی جگہیں نظر آئیں گی جہاں کوئی کپڑے نہیں دھو رہا ہوگا۔ لیکن وہاں تو جہاں بھی پانی ملتا ہے خواہ نالہ ہو یا چشمہ ہو یا حوض ہو وہاں میں نے کثرت سے لوگوں کو کپڑے دھوتے دیکھا ہے۔ بعض دفعہ تو میں نے دیکھا کہ نالے کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک لوگ کپڑے دھو رہے ہوتے تھے۔ غرض

وہ بالکل صاف ستھرے رہتے ہیں

غریب آدمی کو کپڑے دھونے پہ تو کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا البتہ محنت کرنی پڑتی ہے، توجہ دینی پڑتی ہے۔ پس آپ سب اسطرف بھی توجہ دیں۔ اگر آپ افریقنوں جتنے صاف ہو جائیں بحیثیت جماعت، تو اسوقت تو لوگ آپ کو سامنے سے دیکھ کر پہچانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کو ایک نور عطا فرمایا ہے اس نور کو کوئی چھین نہیں سکتا، اگر لوگ احمدی کو سامنے سے دیکھ لیں تو انکو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ احمدی ہے پھر وہ آپکو دور سے دیکھ کر پہچاننے لگ جائیں گے خواہ آپکا منہ انکی طرف ہو یا نہ ہو اور کہیں گے اتنا صاف ستھرا سوائے احمدی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس اپنے آپ کو نمایاں کریں۔ ہمدردی مخلوق کا جذبہ بھی ہونا چاہیئے اور پاک باطنی بھی ہونی چاہیئے اور پھر

دسویں بات اکل حلال ہے

یہ تو پہلی چیز ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ طیّب کی دراصل شرط ہے لیکن حلال کے بغیر تو طیّب ہوتا ہی نہیں۔ اب یہ گندی عادت ہے۔ میں چھوٹی سی مثال دیدیتا ہوں باقی باقی چیزیں آپ خود سوچ لیں۔ گاؤں میں ہر خاندان کا گنے کا کھیت ہوتا ہے۔ قریباً ایک جتنے گنے کھائے جاتے ہیں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مگر بعض دفعہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک خاندان کے بچے دوسرے خاندان کے کھیت سے گنے توڑ کر کھا جاتے ہیں

اور اس خاندان کے بچے اس پہلے خاندان کے کھیت میں سے کھا لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ اپنے اپنے کھیت سے کھاتے تو انہیں کوئی نقصان نہ ہوتا بلکہ اکل حلال ہو جاتا۔ اسلئے بغیر اجازت کسی دوسرے کا حق نہیں مارنا چاہیئے۔ یہ حرام کے اندر آ جاتا ہے۔ یہاں بھی منتظمین اجتماع یہ کرتے ہیں مجھے رپورٹ ملتی ہے اور خوشی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ ممکن ہے ایسا نہ ہوتا ہو لیکن قادیان میں جب بھی مجلس خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہوا وہاں بالعموم لڑے میدان میں اجتماعات ہوتے تھے وہاں نہ کوئی چیز بنی ہوئی ہوتی تھی نہ وہاں کوئی کام کر رہا ہوتا تھا لیکن وہ جگہ جس کی ملکیت ہوتی تھی اس سے ہی باقاعدہ تحریری اجازت نامہ لیا کرتا تھا اور پھر وہاں کیمپ لگتا تھا کیونکہ مالک کا یہ حق ہے کہ وہ ہاں کرے یا نہ کرے اور میرا یہ فرض ہے کہ میں اس سے پوچھوں۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے یہ حق نہیں دیا کہ دوسرے کی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کروں خواہ وہ کھلا میدان ہی کیوں نہ ہو

پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکل حلال کا صرف یہ مطلب نہیں ہوتا

کہ چوری نہ کرو بلکہ بہت ساری باریک باتیں ہیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے مثلاً کسی دوسرے کے کھیت سے گنے کھانا ہے یا مولیاں کھا جانا ہے۔ اس قسم کی اور بہت سی چیزیں ہیں۔ دوسرے کے گھر کی بیری کی شاخیں باہر لٹکی ہوئی ہیں، چھوٹے بچوں کو سنبھالنا چاہیئے اور انہیں سمجھانا چاہیئے کہ دس بیر بغیر اجازت کے کھا کر اس کے جسم کی نشوونما تو شاید ہو جائے لیکن غیر کے بیر اجازت کے بغیر کھا کر اس کی روح بیمار ہو جائے گی۔ حالانکہ اگر گھر والوں سے پوچھ لیا جائے تو وہ کبھی نہیں کہیں گے کہ نہ کھاؤ اور شوق سے اجازت دیدینگے۔ جب میں نے کالج میں باغ لگوایا۔ اس کے انچارج بڑے تیز قسم کے آدمی تھے ایکدن وہ میرے پاس آگئے کہ کالج کے بعض لڑکوں نے پھل توڑا ہے میں نے پہلے ہی سوچا تھا کہ اگر میں منع کردوں اور یہ کھا لیں تو گنہگار ہوں گے اور اگر میں اجازت دیدوں اور وہ حسب مرضی کھا لیں تو گنہگار نہیں ہوں گے کیونکہ اس طرح تو وہ اپنی چیز کھا رہے ہوں گے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ یہ باغ میں نے تو لگوایا ہی ان بچوں کیلئے ہے تمہیں کیوں غصہ آ رہا ہے۔ ان کا باغ ہے جب انکی مرضی ہو اس سے پھل کھائیں۔ تم انکو صرف یہ سمجھا دیا کرو کہ مثلاً امرود ہے وہ کچا نہ کھایا کریں یہ بیمار کر دیتا ہے۔ پک جائیگا انہی کی چیز ہے بڑے شوق سے آکر کھائیں۔ اب تو شاید ٹھیکے پر دینے لگ گئے ہیں لیکن کچھ درخت بچوں کے لئے ضرور مخصوص ہونے چاہئیں۔ پہلے حق ان کا ہے۔

گیارھویں بات صدق مقال یعنی سچی بات کہنا ہے

یہ بھی بڑی بنیادی چیز ہے۔ کہتے ہیں جھوٹ کا بچہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک آدمی جھوٹ بول لے تو اس کا سلسلہ پھر پتہ نہیں کہاں تک چلتا ہے۔ اس کو چھپانے کے لئے ایک دوسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ پھر اسکو چھپانے کے لئے تیسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ مگر جو آدمی سچ بول رہا ہوتا ہے اس کو تو جھوٹ کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ اس کی تربیت کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہے

ابھی حال ہی میں ایک بڑے افسر سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہماری جماعت تو ایسی ہے کہ اگر ہم غلطی سے قانون شکنی کر دیں اور آپ کو ہم convince (کنونس) نہ کروا سکیں کہ ہم نے قانون نہیں توڑا، ہماری نیت کوئی نہیں تھی۔

ہم امن پسند جماعت ہیں

لیکن بہر حال خدا ہونے کا تو ہمارا کوئی دعوےٰ نہیں ہے۔ ایک احمدی بعض دفعہ غلطی بھی کر سکتا ہے اگر وہ کبھی ایسا کر دے، تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ اس کا یہ حق پورا کریں کہ جس نے کوئی غلطی کی ہے بہر حال اس کا حق ہے کہ اس سے دریافت کیا جائے اور اُسے اپنی برأت کا موقعہ دیا جائے اور برأت کا موقعہ دینے کے بعد بھی اگر آپ سمجھیں کہ واقعی اس نے قانون شکنی کی ہے تو وہ بشاشت کے ساتھ دو میں سے ایک راستے کو اختیار کریگا۔ اگر آپ معذرت ضروری اور کافی سمجھتے ہوں تو وہ معذرت کریگا اور اگر آپ سزا دینا ضروری سمجھتے ہیں تو وہ بشاشت کیساتھ سزا لے لیگا۔ مگر جھوٹ نہیں بولے گا۔ لیکن اس کا یہ حق اسے ملنا چاہیئے۔ کہ اس سے یہ پوچھ لیا جائے کہ تم نے ایسی غلطی کی ہے یا نہیں۔ اب رپورٹیں کرنے والے تو ایسی رپورٹیں بھی کر جاتے ہیں جو حقیقت سے دور ہوتی ہیں۔ میں اگست کے آخر میں ایبٹ آباد سے چند دنوں کے لئے یہاں آیا ہوا تھا۔ میں نے یہاں ایک خطبہ بھی پڑھا جس میں نے ا…

براڈکاسٹنگ سٹیشن کا ذکر

کیا جس کے متعلق میں اس سے پہلے بھی اپنی تقریروں اور خطبات میں کئی بار ذکر کر چکا ہوں کہ یہ سٹیشن افریقہ میں لگانے کا پروگرام ہے اور اس کے متعلق میرے خیال میں آپ میں سے جو دوست اخبار پڑھتے ہیں ہر ایک جانتا ہوگا کہ یہ براڈکاسٹنگ سٹیشن افریقہ کے کسی ملک میں لگایا جائیگا لیکن یہیں سے کسی نے حکومت کو یہ رپورٹ بھجوائی کہ میں نے اپنے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا ہے کہ یہ براڈکاسٹنگ سٹیشن ربوہ میں لگائیں گے اور قانون شکنی کرتے ہوئے لگائیں گے اور گورنمنٹ کو ہوشیار رہنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جماعت احمدیہ چپکے سے لگا لے اور گورنمنٹ کو پتہ ہی نہ لگے یعنی جماعت احمدیہ براڈکاسٹنگ سٹیشن چپ کر کے لگا لے اور حکومت کو علم ہی نہ ہو۔ غرض ایسی باتیں بھی لوگ کر جاتے ہیں۔ کس نے یہ بات کی یہ پتہ نہیں لیکن یہ یقینی طور پر پتہ ہے کہ حکومت کو کسی نے یہ بات بھی لکھ دی۔ بعض مخالفوں نے دھڑلے سے اپنی تقریروں میں یہ کہہ دیا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" سیاسی مقاصد کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ بندۂ خدا! ہم نے افریقہ کا دورہ کیا۔ اسلام کی ضرورت کو دیکھا۔ لوگ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربانیاں دے رہے ہیں۔ میں نے اس ریزرو فنڈ کے وعدہ جات کے سلسلہ میں احباب کو ایک یاددہانی کرائی تھی جس کے جواب میں ابھی چار پانچ دن ہوئے۔

لندن سے ایک احمدی دوست کا خط

آیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ میں نے کچھ رقم اپنی شادی کیلئے جمع کی ہوئی تھی۔ اب آپ کا خط مجھے ملا ہے اور میں نے یہ رقم نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں دے دی ہے اور اپنی شادی ملتوی کر دی ہے پس اس قسم کی قربانیاں دینے والے لوگوں کے چندہ سے جو

نصرت جہاں ریزرو فنڈ بنا ہے ہم اتنے احمق اور گدھے ہیں کہ اس روپیہ کو سیاسی مقاصد پر خرچ کردیں گے اور ویسے بھی ہمارے چندوں کا حساب اس طرح تو نہیں جس طرح آجکل دنیا میں ہو رہا ہے ہمارا تو ایک ایک پیسہ کھاتوں میں درج ہوتا ہے۔ چیکوں کے ذریعہ اُن کا خرچ ہوتا ہے اور بالکل محفوظ ہے جس کی مرضی ہو ہر وقت آکر چیک کر سکتا ہے۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ یہ سیاست لڑ رہے ہیں۔

لوگ اس قسم کی تقریریں کر جاتے ہیں اس قسم کی رپورٹیں بھجوا دیتے ہیں لیکن کیا ہم افراد جماعت احمدیہ ہمارے بڑے بھی اور چھوٹے بھی ہمارے بچے بھی اور جوان بھی اس ارفع اور اعلیٰ مقام صدق پہ کھڑے ہو چکے ہیں کہ کوئی شخص اپنے تجربے کی بناء پہ یہ نہ کہہ سکے کہ فلاں احمدی جو بات کر رہا ہے وہ غلط ہے اور اس کا مخالف جو کہہ رہا ہے وہ صحیح ہے۔ یہ مقام حاصل کرنا چاہیئے اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ۹۹۹ احمدی اس مقام پہ قائم ہیں لیکن اگر ایک بھی کمزور ہے تو یہ بات جماعت کو بدنام کرنے والی ہے۔ پس

سچائی کے اوپر پختگی سے قائم ہونا چاہیئے

کوئی فرق نہیں پڑتا گو دنیا اس کو پسند نہیں کرے گی۔ ہمیں کئی دفعہ تکلیفیں دی گئیں۔ (میں اس وقت تفصیل میں نہیں جا سکتا) تکلیف اس وجہ سے کہ آگے سے جواب یہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ آپ جھوٹ بولنے کے لئے تیار نہیں اسلئے آپ کو یہ حق نہیں مل سکتا۔ یہ بات ٹھیک ہے ہم اپنا حق جھوٹ بول کر نہیں لینا چاہتے مثالیں میں خاص وجہ سے نہیں دے رہا لیکن بہر حال یہ بھی ہو رہا ہے کہ آپ جھوٹ بولیں گے تو آپ کو اپنا حق ملے گا ورنہ نہیں مل سکتا۔ ہم حق چھوڑتے ہیں۔ لیکن سچ کو نہیں چھوڑ سکتے یہ جذبہ ہر احمدی کے اندر پیدا ہونا چاہیئے اور سچ بولنے کی پختہ عادت ڈالنی چاہیئے۔ یعنی سچ بولنا اس کی سوچ اور اس کی روح اور اس کے دماغ کا حصہ بن جانا چاہیئے۔ اب مثلاً میں ہوں۔

مجھ پہ ہزار قسم کی ذمہ داریاں ہیں

جماعت مجھے خط لکھتی ہے اپنے متعلق بھی اور اپنے کاموں کے متعلق بھی۔ اب اگر مجھے یہ گمان ہو کہ میرے پاس سچی خبر نہیں آ رہی تو میں صحیح فیصلے نہیں کر سکتا۔ میں صحیح فیصلے تب ہی کر سکتا ہوں کہ جس طرف سے بھی مجھے اطلاع ملے وہ حقیقت پر مبنی ہو اور لوگ سچی اطلاعیں دیتے ہیں اسواسطے جو ہماری رائے ہوتی ہے دینی یا دنیوی معاملات کے متعلق وہ دوسروں کی آراء سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے پاس جو رپورٹیں آتی ہیں وہ آدھی سچی اور آدھی جھوٹی ہوتی ہیں۔ آپ اُن سے صحیح نتیجہ نکال ہی نہیں سکتے صحیح نتیجہ وہی شخص نکال سکتا ہے جس کے پاس سچی خبریں آتی ہوں اور اگر کوئی مشتبہ خبر آ بھی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی فراست دے کہ جس سے وہ معلوم کرے کہ یہ خبر صحیح نہیں ہے۔

پس خلاصہ یہ کہ

پرہیزگاری کی عادت ہو

دراصل پرہیزگاری یعنی بری چیزوں سے بچنا بنیاد ہے۔ جب تک بری چیزوں سے بچا نہ جائے اچھی چیزیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ جب تک بنیاد اچھی اینٹ اور پختہ روڑی پر نہ ہو مکان کھڑا نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی شخص بنیاد میں گاؤں یا شہر کا گند یا کوڑا کرکٹ ڈال دے اور یہ سمجھے کہ اسکے اوپر وہ ایک پختہ عمارت کھڑا کر دے گا۔ جو اس کے بیوی بچوں پر نہیں گرے گی اور ان کی ہلاکت کا باعث نہیں بنے گی تو وہ جاہل ہے اسی طرح جو شخص اپنی زندگی کی عمارت کی بنیاد میں پرہیزگاری اور پاکیزگی اور طہارت کو نہیں رکھتا اور ان چیزوں پر جو مثبت قسم کے اثرات ہیں ان کی عمارت قائم نہیں کرتا اس کو ہر لمحہ اور ہر لحظہ ہلاکت کا انتظار کرنا چاہیئے وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث نہیں بن سکتا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی زندگی کی عمارت کو طہارت اور پاکیزگی کی بنیادوں پر قائم کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عمارت بنائی جاتی ہے اور جو ہمارے لئے نمونہ ہوتی ہے اور جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ"

(التوبۃ آیت ۱۰۸)

یعنی اللہ تعالیٰ کا جو گھر تقویٰ کی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں کھڑے ہو کر عبادت کرنے کی اجازت ہے کیونکہ وہیں وہ مؤثر ہو سکتی ہے۔ یہی حال ہمارے گھروں کا ہے

ہمارے گھروں کی بنیاد

بھی تقویٰ اور طہارت پہ ہونی چاہیئے تاکہ ہم اور ہمارے بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں ہو کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو ہم حاصل کرنے والے ہوں اور دین و دنیا کی برکات اور حسنات کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ایسا ہی بنائے۔

اب میں دعا کرتا ہوں

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے اور اپنی حفاظت اور امان میں رکھے اور دشمن اور مخالف کے ہر وار کو اپنی ڈھال پر روکے اور وہ آپ تک نہ پہنچ سکے اور آپ کو توفیق دے کہ آپ ظاہری اور باطنی پاکیزگی اور طہارت کے مالک ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو خالص طہارت کا سرچشمہ اور منبع ہے جو شخص گندا ہے اس سے وہ پیار نہیں کر سکتا۔ خدا کرے کہ میں اور آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہمیشہ ہی پاک ٹھہریں اور پاکیزہ ہی قرار دئے جائیں

تاکہ

اس کی نگاہ میں اس کے پیار اور اس کی رضا اور اس کی رحمتوں حقدار سمجھے جائیں۔ آؤ دعا کریں۔

(اس پُر معارف خطاب کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کرائی جس میں اجتماع میں شریک جملہ خدام اور دیگر احباب شریک ہوئے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا: میری والدہ قریباً دو ماہ سے فالج کے حملہ کے باعث بیمار ہیں۔ جس کا دماغ پر زیادہ اثر ہے۔ دماغی حواس درست نہیں ہیں۔ احباب جماعت صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسارہ صالحہ فاطمہ دار النصر غربی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضلِ عمر درس القرآن کلاس کا نصاب

جماعتیں اس کلاس میں کثرت سے اپنے نمائندے بھجوانے کی کوشش کریں

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ درس القرآن کلاس کا انعقاد اس سال بھی حسب سابق سکولوں اور کالجوں کی تعطیلات کے دوران ہوگا بحکمہ تعلیم کی طرف سے تعطیلات کا اعلان ہونے پر مقررہ تاریخوں کا اعلان کر دیا جائیگا یہ کلاس ایکماہ کیلئے ہوگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کلاس کے لئے مندرجہ ذیل نصاب منظور فرمایا ہے۔

۱۔ قرآن مجید ۵ پارے (۲۱ تا ۲۵ سیپارے)
۲۔ حدیث۔ حدیقۃ الصالحین (حدیث نمبر ۸۷۴ سے ۹۰۶ تک (ختم)
۳۔ علم کلام (۱) رسالہ الوصیت (۲) ازالہ اوہام حصہ اول
۴۔ صرف و نحو۔ خلاصۃ النحو حصہ دوم
عربی اسباق۔ دس نئے اسباق اور تیس نئے جملے
۵۔ دینی مسائل پر علماء سلسلہ کی تقاریر۔ اٹھارہ تقاریر

امرائکرام اور صدر صاحبان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ابھی سے کوشش فرمائیں کہ زیادہ سے زیادہ طلباء ان کی جماعتوں سے اس کلاس میں شامل ہوں۔ حضور نے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر امراء اضلاع کی ذمہ داری قرار دی تھی کہ وہ اس کلاس میں باقاعدہ سکیم کے ماتحت اپنے حلقوں کی جماعتوں کے نمائندے بھجوائیں۔ بڑی شہری جماعتوں کے متعلق حضور نے خصوصیت سے فرمایا تھا کہ وہاں سے ایک دو نمائندے آنے کافی نہیں ہیں وہاں سے تو ہر محلہ سے ایک دو نمائندے آنے چاہئیں۔ ہمیں توقع ہے کہ حضور کے منشاء کے پیش نظر امسال جماعتیں کثرت سے نمائندے کلاس میں بھجوائیں گی۔

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن)

وقف جدید کے بقایاجات

فوری طور پر ارسال کئے جائیں

عہدیداران جماعت کو علم ہے کہ ان کے حلقے میں بہت سے احباب گذشتہ سال کے بقایا دار ہیں۔ ایسے تمام عہدیداران کو بلکہ ایک صد سے زائد چندہ دینے والوں کے نام بھی علیحدہ علیحدہ چٹھیاں ارسال کی جا چکی ہیں۔ مگر بعض ایسے احباب بھی ہیں۔ جن کے مکمل ایڈریس ہمارے پاس دفتر میں موجود نہیں۔ اس لئے یہ نہایت ضروری امر ہے اور عہدیدار اصحاب کا فرض ہے کہ وہ اپنے حلقے سے ایسے تمام احباب سے بقایاجات وصول کر کے وقف جدید کے حساب میں جمع کرائیں اور دفتر وقف جدید کو اس کی اطلاع فرما دیں۔

(ناظم مال)

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

انگلستان کے مخلص بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں

انگلستان کے مختلف حصوں میں بسنے والے مخلصین جماعت کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ وہ بڑے ہی خوش قسمت ہیں کہ ہمارے پیارے امام نے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کی مبارک تحریک سب سے پہلے ان کے درمیان ڈالی۔ اور انہوں نے اپنی فدائیت کا ثبوت دینے میں کوئی کمی نہیں کی۔ بے شک رقم کی ادائیگی کا وعدہ کرنا بھی ایک مرحلہ تھا۔ اب دوسرا مرحلہ شروع ہو چکا ہے جو ادائیگی کا مرحلہ ہے۔ بعض مخلصین نے وعدوں کے ساتھ بھی کچھ ادائیگی کر دی۔ اور بعض نے تو سو فیصدی ادائیگی بھی کر دی تھی۔ لیکن جب تک ایک بقایادار بھی ہو ہمارا کام مکمل نہیں ہوتا۔

محترم امام صاحب مسجد لنڈن نے وصولی کے لئے خاص مہم چلائی ہے۔ آپ ان کے ساتھ پورا تعاون کریں۔ اور اسے کامیاب بنائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

خاکسار

سیکرٹری نصرت جہاں

6366
مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب
منیجر زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان
وہائٹ ہاؤس مظفر گڑھ
8/185

بجلی کی رَو بند ہونے کی شکایت

ربوہ ۱۱ مئی۔ کل مورخہ ۱۰ مئی کو بھی پونے دو بجے دوپہر سے لیکر اڑھائی بجے تک بجلی کی رَو بند رہی جس کی وجہ سے سخت تکلیف رہی متعلقہ حکام کو بار بار توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ مگر افسوس کہ تا حال اس شکایت کا تدارک نہیں ہو سکا۔

خدام الاحمدیہ کی اٹھارھویں مرکزی تربیتی کلاس

۲۸ مئی تا ۱۱ جون ۱۹۷۱ء

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام امسال سالانہ تربیتی کلاس مورخہ ۲۸ ہجرت تا ۱۱ احسان ۱۳۵۰ھش (۲۸ مئی تا ۱۱ جون ۱۹۷۱ء) ایوان محمود ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں آپ کی مجلس کی نمائندگی نہایت ضروری ہے۔ یہ پندرہ دن مرکز کے پاکیزہ ماحول میں گذارنے قرآن کریم کے علوم کو سیکھنے، حدیث، فقہ، عقائد، عربی بول چال اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ علماء سلسلہ سے براہ راست دینی علوم حاصل کرنے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات اور کلمات طیبات سے مستفیض ہونے کا یہ ایک نادر موقع ہے۔ ایسے خدام جو ابھی تک اس کلاس سے مستفید نہیں ہو سکے۔ ان کو بھجوانے کا انتظام فرمائیں۔ نیز ایسے خدام جو امسال میٹرک کا امتحان دے چکے ہوں۔ انہیں مجلس کا نمائندہ بنا کر بھجوانے کی کوشش کریں۔ کلاس کے اختتام پر خدام کا امتحان ہوگا۔ رہائش اور خوراک کا انتظام بذمہ مرکز ہوگا۔

ضروری ہدایات برائے نمائندگان

۱۔ شامل ہونے والے خدام کے لئے ضروری ہوگا کہ ۲۷ مئی ۱۹۷۱ء کی شام تک "ایوانِ محمود" میں پہنچ جائیں۔
۲۔ قرآن کریم (بہتر ہو کہ تفسیر صغیر) کاپیاں، پین، پنسل، موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں
۳۔ نمائندہ ذمہ دار ہونا چاہیئے جسے مرکز کے وقار اور احترام کا پورا خیال ہو اور وہ مجلس کی نیک نامی کا باعث ہو۔
۴۔ قائد مجلس کا اپنے نمائندہ کے ذریعہ تعارفی خط ارسال کرنا ضروری ہوگا۔ جس میں خادم کے مکمل کوائف درج ہوں۔
۵۔ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ مرکزی تربیتی کلاس میں نمائندگی کے متعلق کسی قسم کی سستی نہیں ہونی چاہیئے۔

(ناظم اعلیٰ مرکزی تربیتی کلاس)

درخواست دعا۔ عزیزم وسیم احمد بعارضہ بخار ایک ماہ سے بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرمائے۔ (ملک محمد عبداللہ محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ)